5163-کیا خلع حاصل کرنے والی عورت پر بھی عدت ہے

سوال

اگر عورت خود خلع طلب کرے تو کیا اس پر بھی عدت ہوگی ؟

پسندیدہ جواب

1- خلع اصل میں بیوی کے مطالبہ پر ہی ہوتا ہے اور بیوی کے مطالبہ کے بعد خاوند کا علیحدگی پر رضامند ہونے کو خلع کہتے ہے ۔

2- خاوند سے علیحدگی اختیار کرنے والی ہر عورت پر عدت واجب ہے یا پھر اس کے خاوند نے اسے طلاق یا فسخ نکاح اور یا وفات کی وجہ سے چھوڑا ہو لیکن اگر دخول سے قبل طلاق ہوئی ہو تو پھر عورت پر کوئی عدت نہیں اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے :

{اے مومنوں !جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے قبل ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہارا عدت کا کوئی حق نہیں جسے تم شمار کرو} الاحزاب (49) ۔

3- اور خلع کی عدت کے بارہ میں صحیح یہی ہے کہ وہ ایک حیض عدت گزارے گی اس کی دلیل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نے اپنے خاوند سے خلع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا ۔

سنن ترمذی حدیث نمبر (1185) سنن ابوداود حدیث نمبر (2229) اور امام نسائی رحمہ اللہ تعالی نے ربیع بنت عفراء سے حدیث بیان کی ہے سنن نسائی حدیث نمبر (3497) دونوں حدیثوں کو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح قرار دیا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا ۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے :

خلع حاصل کرنے والی عورت کو ایک حیض عدت گزارنے کا جو حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اس میں دو حکموں کی دلیل ہے :

پہلا :

یہ کہ اس عورت پر تین حیض عدت نہیں بلکہ اسے ایک حیض بطور عدت گزارنا ہی کافی ہے ، جس طرح کہ حدیث میں واضح اور صریح موجود ہے ۔

امیر المومنین عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور ربیع بنت معوذ اور ان کے چچا جو کبار صحابہ کرام میں سے ہیں ان سب کا مسلک بھی یہی ہے ، اور ان کا کوئی بھی مخالف نہیں ۔

لیث بن سعد ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے مولی نافع سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو بتا رہی تھیں کہ :

انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اپنے خاوند سے خلع حاصل کیا تو اس کے چچا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آکر کہنے لگے بنت معوذ نے آج اپنے خاوند سے خلع لے لیا ہے تو کیا وہ منتقل ہوجائے ؟ تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا جی ہاں وہ منتقل ہوجائے نہ تو ان دونوں کے درمیان کوئی وراثت ہے اور نہ ہی ایک حیض کے سوا کوئی عدت ہے، صرف ایک حیض کے آنے تک وہ نکاح نہیں کر سکتی کہ کہیں اسے حمل ہی نہ ہو، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے : عثمان رضی اللہ تعالی عنہ ہم سے زیادہ علم والے اور ہم سے بہتر تھے ۔

اسحاق بن راھویہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی ایک روایت میں جسے شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی نے بھی اختیار کیا ہے کا بھی یہی مسلک ہے ۔

ان کا کہنا ہے کہ : اس کی تائید قواعد شرعیہ کا مقتضی ہے کہ تین حیض عدت تو اس لیے رکھی گئی ہے کہ رجوع کرنے کی مدت لمبی ہوسکے اور خاوند کو اس مدت کے اندر غور و فکر کرنے کا موقع ملے اور عدت کے اندر رجوع کرنا ممکن ہوسکے ۔

اور جب بیوی کے لیے رجعت اور واپسی ہے ہی نہیں تو پھر عدت کا مقصد تو صرف استبراء رحم ہے جس کے لیے ایک حیض ہی کافی ہے ۔

ان کا کہنا ہے کہ : اس بارہ میں تین طلاق شدہ عورت کی عدت کے ساتھ ہم پر کوئی عیب نہیں لگایا جاسکتا، اس لیے کہ طلاق کے بارہ میں بائن اور رجعی کے بارہ میں عدت کا حکم ایک ہی رکھا گیا ہے ۔ دیکھیں زاد المعاد (5/196/197) ۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ خلع والی عورت کی عدت بھی مطلقہ کی طرح تین حیض ہی ہے، امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بڑے احسن انداز میں ان کا رد کرتے ہوئے کہا ہے :

خلع طلاق نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دخول کے بعد ہونے والی طلاق جو اپنا عدد مکمل نہ کرسکے (یعنی تین طلاق نہ ہوں بلکہ تین سے کم ہوں) اس پر تین احکام مرتب کیے ہیں جو کہ سب کے سب خلع میں نہیں پائے جاتے :

پہلا : یہ کہ خاوند کو اس سے رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے ۔

دوسرا :

اس کی تعداد تین ہے تو تین کا عدد مکمل ہونے پر وہ اس کے لیے حلال نہیں مگر جب وہ کسی اور مرد سے شادی کرے اور دخول کے بعد اس سے بھی طلاق ہو تو پھر پہلے کے لیے حلال ہوسکتی ہے ۔

تیسرا :

اس میں عدت تین حیض ہیں ۔

تو یہ سب کچھ خلع میں نہیں ہے، لھذا اس بنا پر ہم یہ کہیں گے کہ خلع لینے والی عورت کی عدت اتنی ہی رہے گی جس پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دلالت کرتی ہے کہ اس کی عدت ایک حیض ہے ۔

واللہ اعلم.